اردو غزل کے انگریزی تراجم

ڈاکٹر فیصل کمال حیدری

Abstract:

Unlike Urdu Nazm, Ghazal is tough to translate in English due to its typical form and extraneousness in the poetic genres of the TL. That's why we see that translators have tried to transform the typical oriental genre into English in different ways. Translators like Khawaja Tariq Mahmood have spent all their energies to preserve the form of Ghazal thus have deviated from the semantic issues. Translators like Naveed Ilahi, D.J. Mathews and Muzaffar A.Ghaffar have tried to maintain both the poetic flavor and the meaning but their works are too little to be considered worthy. Works of K.C. Kanda and Sarwat Rehman are really appreciable in the context that they have preserved the poetic distinction of Urdu ghazal in the best possible way. On the other hand, translators like Shiv K. Kumar, Mahmood Jamal, Shauket Jameel, Yousaf Hussain Khan, Dr Riz Raheem ETC have sacrificed the form in the favor of meanings. Their efforts are only appreciable in the context that awing to their efforts, Urdu ghazal poets have got an access to the international readers. In the quantative nalysis after Ghalib, Faiz and Iqbal we see that only Naseem Akhtar and Saad Ullah Shah are the ones who are lucky enough that their more than 100 ghazals have been translated into English.

Thus it is the need of the time tonot only transform Urdu Ghazals into English in such a way that the typical form of the genre may be preserved in the TT. Furthermore instead of translating the emerging ghazal poets we must try to promote the poetry of those on priority bases on whom depends the real splendor of Urdu Ghzal poetry.

اردو شاعری کے انگریزی تراجم کے سلسلہ میں ہیئت مترجمین کے لیے ایک بڑا مسئلہ رہی ہے۔ نظم میں ہیئتی لچک کسی حد تک اس مسئلہ کا ازالہ کر دیتی ہے لیکن پابند نظم اور غزل کا ہیئتی انتقال بہت کم مترجمین میں موثر نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلاسیکی عہد سے دورِ حاضر تک کی غزل، نظم کے مقابلے میں کہیں کم انگریزی زبان میں منتقل ہوئی۔ غزل کے حوالے سے ہمارے سامنے کے۔سی۔ کانڈا، خواجہ طارق محمود، ثروت رحمٰن، مظفر اے غفار، ڈی جے میتھیوز اور نوید الٰہی جیسے قادر الکلام مترجمین کے نام آتے ہیں جنھوں نے غزل کی ہیئتی اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے مترجمہ متون میں زیرِ بحث صنف شعر کی روح کو کافی حد تک برقرار رکھا۔ آخر الذکر تین مترجمین کی کاوشیں قابلِ ستائش ہوتے ہوئے بھی اطمینان بخش اس لیے نہیں کہی جا سکتیں کہ غزل کے تراجم کے میدان میں ان کا حصہ بہت کم ہے۔ تادمِ تحریر غزل کے میدان میں مظفر اے غفار نے شہزاد احمد کی صرف چھ (۶) غزلیں انگریزی میں ترجمہ کیں۔ ظاہر ہے اس قلیل مقدار سے فاضل مترجم کی فنی پختگی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا البتہ فاضل مترجم نے پانچ غزلوں میں قافیہ پیمائی برقرار رکھ کے اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ غزل کا ہیئتی انتقال مشکل سہی، ناممکن نہیں۔

نوید الٰہی کے مترجمہ انتخاب "We the Poets" میں فیض احمد فیض، ساحر لدھیانوی اور پروین شاکر کی چار غزلوں کے تراجم ملتے ہیں۔ مظفر کی طرح نوید کی یہ قابل ستائش کاوش بھی با اعتبارِ کمیت اطمینان بخش نہیں ہے۔

غزل کے تراجم کے باب میں اہم ترین نام کے۔سی۔ کانڈا، ثروت رحمٰن اور خواجہ طارق محمود کے ہیں۔ یوں تو اس سلسلہ میں کے۔سی۔ کانڈا کی متعدد تصانیف کا حوالہ دیا جا سکتا ہے لیکن "Masterpieces of Urdu Ghazals" اور "Urdu Ghazal, An Anthology" اس حوالے سے خاصی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان دونوں تصانیف میں فاضل مترجم نے سولہویں صدی سے بیسویں صدی تک کے اہم غزل گوؤں کا منتخب کلام عالمی زبان میں منتقل کیا ہے۔ یہ تصانیف اس امر کی غماز ہیں کہ دیگر مترجمین کے برعکس کانڈا نے اردو غزل کی جداگانہ حیثیت کا احساس کرتے ہوئے اسے بطورِ خاص ترجمہ کے لیے منتخب کیا ہے۔

ہیئتی انتقال کے حوالے سے بات کی جائے تو کانڈا نے عموماً قافیہ پیمائی کا اہتمام کر کے غزل کی ہیئت کو مترجمہ متن میں بھی برقرار رکھا ہے اور جن مقامات پر ایسا کرنا ممکن نہ تھا وہاں شعری اسلوب کی کارفرمائی سے آہنگ قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے آخر الذکر طریق کار سے ہیئت تو منتقل نہیں ہوتی تاہم شعریت کا بھرم رہ جاتا ہے۔ وہ تراجم کانڈا کے فن کے اصل آئینہ دار ہیں جہاں غزل اپنے اصل قالب سمیت عالمی زبان میں پہنچی ہے۔

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں
یا رب! اس اختلاط کا انجام ہو بخیر
تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں

الطاف حسین حالی (۱)

Something better then the best, this is what I quest
Let's see my eager eyes, where finally rest
Would do God this intimacy a happy ending finds
He did love me before, but not with such a rest (۲)

غزل کے ہیئتی انتقال کے حوالے سے کانڈا کے علاوہ ثروت رحمٰن نے بھی مؤثر کوشش کی ہے۔"Diwan-e-Ghalid"اور "100 Poems of Faiz"اس کی اہم مثا ل ہیں۔ کانڈا کی طرح ثروت رحمٰن بھی غزل کو اس اصل رنگ و آہنگ کے مطابق عالمی زبان میں منتقل کرنے کے قائل ہیں۔ البتہ کانڈا کی طرح وہ بھی قافیہ پیمائی کو مترجمہ متون میں حرفِ آخر تصور نہیں کرتیں۔ دونوں مترجمین کی کاوشیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ ہیئتی انتقال غزل کا رنگ روپ برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے لیکن اس پر معنویت کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے مقامات جہاں قافیہ پیمائی ممکن نہیں تھی وہاں غزل کا آہنگ برقرار رکھنے کے لیے ثروت رحمٰن نے ردیف نبھانے کا طریق کار بھی استعمال کیا جسے ہیئتی انتقال کی ایک کمزور مگر قابلِ عمل کاوش کہا جا سکتا ہے۔

وہ بتوں نے ڈالے ہیں وسوسے کہ دلوں سے خوفِ خدا گیا
وہ پڑی ہیں روز قیامتیں کہ خیالِ روزِ جزا گیا
جو نفس تھا خارِ گلو بنا ، جو اٹھے تو ہاتھ لہو ہوئے
وہ نشاطِ آہِ سحر گئی ، وہ وقار دستِ دعا گیا

فیض احمد فیض (۳)

Idols have whispered such evil thoughts that the fear of God, from hearts, have fled
Each day bring such an apocalypse that thoughts of Judgment Day have fled
Our breath become a thorn in our throats, hands raised aloft were turned to be blood,
The relief in the sigh at dawn has gone, the respect for praying hands has fled (۴)

غزل کے ترجمہ کے سلسلہ میں تیسرا اہم نام خواجہ طارق محمود کا ہے۔ فاضل مترجم اپنی مختلف تصانیف میں ابتک بہادر شاہ ظفر، اسد اللہ خاں غالب، جوش ملیح آبادی، علامہ اقبال، فیض احمد فیض، شکیل بدایونی اور قتیل شفائی سمیت مختلف شعرائے اردو کا کلام انگریزی میں ڈھال چکے ہیں۔ ترجمہ کے عمل میں طارق اردو شعری مزاج کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہیئتی انتقال کے سلسلہ میں وہ دیگر مترجمین میں سب سے آگے ہیں۔ غزل اور قافیہ پیمائی سے فاضل مترجم کی محبت لائقِ صد تحسین ہے لیکن اس سلسلہ میں اُنکا انتہا پسندانہ رویہ معنویت کو

بری طرح متاثر کرتا ہے۔ نتیجتاً غزل کی ہیئت تو کامیاب سے عالمی زبان میں منتقل ہو جاتی ہے لیکن اس کی معنوی روح عالمی قارئین کے ذہنوں تک پہنچنے سے قاصر رہی ہے۔

نظر سے قیدِ تعین اٹھائی جاتی ہے
تجلّیِ رُخِ جاناں دکھائی جاتی ہے
جب اُن کو حوصلۂ دل پہ اختیار نہیں
تو پھر نظر سے نظر کیوں ملائی جاتی ہے؟

شکیل بدایونی (۵)

No ristraint on sight to roam around
Resplendence of beloved is shown to astound
When beloved has lost faith in the heart's courage
Why then come face to face to confound (۶)

ہیئتی انتقال سے قطع نظر معنوی ابلاغ کو ترجیح دینے والے مترجمین کی بات کی جائے تو یوسف حُسین خان، شوکت جمیل، ڈاکٹر رز رحیم، شیو کے کمار، بیدار بخت اور داؤد کمال غزل کے تراجم کے باب میں نمایاں نام ہیں۔ یوسف، شوکت، رز رحیم اور شیو کمار کے تراجم غالب اور فیض تک محدود ہیں جبکہ داؤد کمال فیض، منیر نیازی، فراز اور احمد ندیم قاسمی کے حوالے سے اہمیت سے حامل ہیں۔ جدید اردو غزل کے تراجم میں بیدار بخت کا نام اس لئے نمایاں ہیکہ انہوں نے فیض اور ندیم کے علاوہ پروین شاکر، گوپال متل اور مجروح سلطان پوری جیسے غزل گوؤں کے کلام کو انگریزی زبان میں ڈھالا ہے۔ متذکرہ تمام مترجمین کی کاوشیں اس اعتبار سے قابلِ تعریف ہیں کہ انہوں نے اردو شاعری کی نا قابلِ فراموش صنف کو انگریزی میں منتقل کیا لیکن ہیئتی عدم انتقال اور شعریت کی عدم موجودگی نے فاضل مترجمین کے مترجمہ متون کو معنویت کا بے کیف مجموعہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

غزل کے یہ مترجمہ متون عالمی قارئین تک اردو شعرا کے محبوب موضوعات تو پہنچاتے ہیں لیکن غزل کے رنگ و آہنگ کے انتقال کے بغیر زیرِ نظر صنف کے مزاج سے آگہی ان کے لیے ممکن نہیں۔ داؤد کمال کے تراجم نا صرف صنفِ غزل کے حسن و قباحت کو مجروح کرتے ہیں بلکہ ان سے منشائے شاعر کی تکمیل کی توقع بھی بے کار ہے۔ ایک شعر کے ترجمہ کے لیے تین، چار یا پانچ سطور کا مترجمہ متن منشائے شاعر سے زیادہ داؤد کمال کی ذاتی تخلیقیت کا مظہر بن جاتا ہے۔

چاندنی اس سے لپٹ جائے ، ہوائیں چھیڑیں
کوئی رہ سکتا ہے دنیا میں اچھوتا کیسے
یاد کے قصر ہیں ، امید کی قندیلیں ہیں
میں نے آباد کیے درد کے صحرا کیسے

احمد ندیم قاسمی (۷)

Moonlight
Coils around me
Fatal serpent that she is
And sharp winds lash my face
I have built
Palaces of memory
Towers of hope
In this never ending desert of pain(۸)

اس توضیحی، توسیعی اور تخلیقی ترجمہ کے متعلق خالد حسن نے درست کہا تھا کہ یہ ماخذ متن کا بعین متبادل نہیں ہے جس پر داؤد کمال کا یہ اصرار تھا کہ وہ شاعری کو یوں ترجمہ کرتے ہیں جیسے وہ اُن پر منکشف ہوتی ہے۔(۹) اگر کسی مترجم پر غزل کے اشعار منقولہ مثال کی طرح منکشف ہوں تو اُسے ایسی کاوش کو مترجمہ متن نہیں کہنا چاہیے، اس کے لیے ''متاثرہ نظم یا ماخوذ نظم'' کی اصطلاح زیادہ بہتر ہے۔

بیدار بخت نے غزل کے ترجمہ میں داؤد کمال کی طرح اجتہادی فکر سے کام نہیں لیا بلکہ زیرِ نظر صنف کے تغزل کو بالائے طارق رکھتے ہوئے سادہ اور عام فہم انداز میں ماخذ متن کو مترجمہ زبان میں منتقل کر دیا ہے۔ اس طریق کار سے ہیئت تو قربان ہوگئی ہے البتہ مفہوم کی ترجمانی ضرور ہو جاتی ہے۔

مرنے کا تیرے غم میں ارادہ بھی نہیں ہے
ہے عشق مگر اتنا زیادہ بھی نہیں ہے
کیوں دیکھتے رہتے ہیں ستاروں کی طرف ہم
جب ان سے ملاقات کا وعدہ بھی نہیں ہے

امجد اسلام امجد (۱۰)

I do not intend to die
In your grief
I do suffer from love
But not this much
Why do I keep looking
At the stars
When she had not even made
A promise to meet (۱۱)

غزل کے تراجم کے باب میں کمیتی اعتبار سے صورتحال ہیئتی اور کیفیتی حوالہ جات کے مقابلے میں کہیں زیادہ مخدوش ہے۔ اُن شعرا کا تذکرہ کیا جائے جن کی سو (۱۰۰) سے زیادہ غزلیات انگریزی زبان میں منتقل ہو چکی ہیں تو

فیض کے بعد نسیم اختر اور سعد اللہ شاہ جیسے شعرا کے نام سامنے آتے ہیں۔ پچاس سے زائد غزلیات کے عالمی زبان میں انتقال کا افتخار فراق گورکھپوری، شکیل بدایونی، قتیل شفائی، امجد اسلام امجد اور جمشید مسرور جیسے شعرا کو حاصل ہے۔ جدید اردو غزل کی آن ناصر کاظمی، عہد ساز شاعر احمد ندیم قاسمی، معتبر شاعرہ کشور ناہید، جدید لہجے کی آواز شہزاد احمد اور طلسماتِ زیست کے فسوں کے شاعر منیر نیازی کی غزلیات مؤثر طور پر انگریزی زبان میں منتقل ہو ہی نہیں پائیں۔ جبکہ مصطفیٰ زیدی، ساغر صدیقی، شکیب جلالی، جون ایلیا، محسن نقوی اور خورشید رضوی جیسے رجحان ساز شعرا کی غزل آج بھی عالمی ادب کے اُفق پر شاذ ہی نظر آتی ہے۔ ایسے میں اردو کی محبوب ترین صنفِ شعر عالمی قارئین تک کس حد تک پہنچ پائی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

جدید انگریزی اصنافِ شعر میں ہیئت کی حیثیت ثانوی ہو چکی ہے۔ لیکن اردو شاعری میں غزل آج بھی ہیئتی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ غزل کے ترجمہ میں ہیئتی انتقال کو نظر انداز نہیں ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں بتدریج ذیلی طریق ہائے کار بروئے کار لائے جا سکتے ہیں۔

الف: حتی المقدور قافیہ کی پابندی کی جائے بالخصوص فعلیہ ردیف کی صورت میں قافیہ پیمائی کی جاسکتی ہے۔

ب: اسمیہ ردیف کی صورت میں مترجمہ متن میں ردیف کی پاسداری کی جاسکتی ہے۔

ج: اگر ایک قافیہ یا ردیف پوری غزل میں نبھانا ممکن نہ ہو تو تعداد کے لحاظ سے غزل کے اشعار کو دو مختلف قوافی یا ردیف میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

د۔ اگر کسی خاص قوافی یا ردیف کو پوری غزل میں نبھانا متذکرہ صورت میں بھی ممکن نہ ہو تو ہر شعر کے لیے الگ قوافی تراشے جاسکتے ہیں۔

متذکرہ چاروں صورتوں میں قوافی کی پابندی کا سانچہ ذیلی ساخت کا ہوگا۔

(i) AA-BA-CA-DA

(ii) AA-BA-CA-DB-EB-FB

(iii) AA-BB-CC-DD-EE

نُکتہ ''ب'' میں مجوزہ طریق کار محولہ بالا سانچوں کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ اس میں قافیہ کی پاسداری کی ہی نہیں جاتی۔

واضح رہے کہ بیان کردہ مجوزہ صورتوں میں محض اوّلالذکر ترجمہ کی مثالی اور معیاری صورت ہے۔ کیونکہ اسی صورت میں غزل کی ہیت برقرار رہتی ہے۔ بیان کردہ دیگر صورتیں گو غزل کی ہیت کی قطعی ترجمانی نہیں کرتیں تاہم اردو اور انگریزی زبانوں کے مختلف مزاج اور صنفی اختلاف کے تناظر میں کم از کم شعریت اور آہنگ کا حصول بھی غزل کے تقدس کا آئینا دار ہوسکتا ہے۔ بہر حال محض معنوی انتقال سے غزل کے معیاری ترجمہ کی توقع کرنا حسنِ تغزل کو گہنانے کے مترادف ہے۔

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ غزل کا ترجمہ کرتے وقت معنوی انتقال کے ساتھ ساتھ ہیتی انتقال یا کم از کم

شعریت کے انتقال کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور صرف وہ مترجمین اس میدان میں قدم رکھیں جو اگر خود غزل گو نہیں تو کم از کم غزل کے ہیئتی تقدس کے قائل ضرور ہوں۔ اسی صورت میں اردو غزل بوسیلہ انگریزی زبان عالمی قارئین تک اپنی معیاری شکل میں پہنچ پائے گی۔

ہیئتی پاس داری کے علاوہ یہ نکتہ بھی مترجمین کو ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ترجمہ کے میدان میں مقدار نہیں معیار درکار ہوتا ہے۔ جدید ابھرتے ہوئے شعراء کی اہمیت سے انکار نہیں لیکن اردو غزل کو فی الحقیقت وسعت بخشنے والے شعراء کو نظر انداز کر کے ان کی شموں سے دیپ جلانے والوں کو عالمی دنیا میں متعارف کروا کر ہم اپنے اصل سفیروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ چنانچہ ان تمام شعراء کی تخلیقات کو ترجیحی بنیادوں پر انگریزی زبان میں منتقل کیا جانا چاہیے جو درحقیقت اردو غزل کی آن ہیں اور ان ہی سے اردو ادب کی شان ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ الطاف حسین حالی، خواجہ، کلیاتِ نظم حالی (حصہ غزل)، ص ۶۷

۲۔ Kanda, K.C., Urdu Ghazal: ***An Anthology***, P. 179

۳۔ فیض احمد، فیض، ''میرے دل میرے مسافر''، نسخہ ہائے وفا، ص ۶۲

۴۔ Rehman, Sarvat, ***100 Poems of Faiz***, P. 283

۵۔ شکیل بدایونی، کلیاتِ شکیل، ص ۸۷

۶۔ Tariq Mahmood, Khwaja, ***Selected Poems of ShakeelBadayouni***, P.13

۷۔ احمد ندیم قاسمی، ندیم کی غزلیں، ص ۲۱۹، ۲۲۰

۸۔ Kamal, Daud, ***Flower on a Grave***, P. 14

۹۔ ibid P. ix

۱۰۔ Bakht, Baidar, ***Shifting Sands***, P. 211

۱۱۔ ibid, P. 210